الایام : مجلس برائے تحقیق اسلامی تاریخ وثقافت، کراچی جلد:۳، شمارہ:۲، جولائی۔دسمبر۲۰۱۲ء

مولانا ضیاء الدین اصلاحی

اور مجلّہ "الاصلاح ۔ ایک تعارف" کا جائزہ

ابوسفیان اصلاحی

Abstract

Maulana Hamid-ud-din Farahi is famous for the study of Quran in an new direction. One of his follower Maulana Ziauddin Islahi (d.1908) was also an important figure in the field of studies of Quran.

In this article services of Maulana Ziauddin Islahi, who was the head of Shibli Academy and Madrasatul Islah at a time, in Quranic studies with special reference of Fikar-e-Farahi is disscussed.

مدرسۃ الاصلاح مولانا محمد شفیعؒ اور فراہیؒ کی آرزوؤں کا ثمرہ ہے، اسلامیات خصوصاً قرآنیات میں اس ادارے کی خدمات ہمیشہ اہل علم کی توجہ کا مرکز رہی ہیں، یہی اس ادارے کا امتیاز ہے اور فضلاءِ ادارہ

نے قرآنیات ہی کو اپنا معیار و محور بنایا، مولانا عبدالحمید فراہی نے فہم قرآن کے ایسے واضح خطوط و نقوش چھوڑے کہ جس کی اہمیت و افادیت کا اعتراف عرب و عجم میں کیا گیا، فکرِ فراہی طالبینِ قرآن کے لئے نسخۂ کیمیا ہے، اسی کو بنیاد بنا کر فارغینِ مدرسہ نے تدبر قرآن میں کارہائے نمایاں انجام دیئے جس کا اعتراف علامہ سید سلیمان ندوی نے بڑے پرزور انداز میں کیا، ۱۔ مولانا اختر احسن اصلاحی، ۲۔ مولانا امین احسن اصلاحی، ۳۔ مولانا نجم الدین اصلاحی، مولانا بدرالدین اصلاحی، مولانا ابواللیث اصلاحی، ۴۔ مولانا داؤد اکبر اصلاحی، مولانا صدرالدین اصلاحی، ۵۔ مولانا عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی، مولانا ضیاء الدین اصلاحی، مولانا عنایت اللہ سبحانی اصلاحی، مولانا سلطان احمد اصلاحی اور مولانا محمد اجمل اصلاحی وغیرہ نے اپنی تحقیقات سے دنیائے قرآنیات میں اضافہ کیا ہے۔

اس مضمون میں مولانا ضیاء الدین اصلاحی کی خدمات کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جائے گا، شبلی اکیڈمی اور مدرسۃ الاصلاح دونوں کی مولانا سربراہی فرمارہے تھے، یہ دراصل علامہ شبلی نعمانی کے ان خوابوں کی ایک عملی تصویر تھی جو دونوں اداروں کو مدغم کرکے ایک مکمل جامعہ کی تشکیل کے خواہش مند تھے، علامہ حمیدالدین فراہی کے انتقال کے بعد جو کڑی ٹوٹ گئی تھی اسے ایک عرصہ کے بعد ۱۹۹٦ء میں مولانا ضیاء الدین اصلاحی کی مساعی جمیلہ سے یہ مبارک سلسلہ ایک عرصہ بعد روبعمل آیا کہ دونوں اداروں کی عنانِ سیادت ایک ہی ہاتھ میں جا پہنچی، لیکن افسوس صد افسوس کہ بتاریخ ۲ر فروری ۱۹۰۸ء کو مولانا کے جاں کاہ حادثہ سے یہ قیادت ایک بار پھر بکھر گئی، سقوط سیادت کے ساتھ ساتھ دنیائے علم خسران مبین سے گزر گئی، اربابِ علم و فضل ایک عظیم ماہر قرآنیات، مدبر اسلامیات، ادبی رموز کے واقف کار اور علمی مذاکروں کے سرتاج سے محروم ہو گئے، اس سے بڑا ایک نقصان یہ ہوا کہ مولانا اختر احسن اصلاحی، مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا صدرالدین اصلاحی کے سانحائے ارتحال کے بعد مولانا ضیاء الدین اصلاحی کی وہ تنہا ذات تھی جو فکر فراہی کی حقیقی ترجمان تھی، تصانیف فراہی کا وقت نظر سے مطالعہ کیا، مولانا فراہی کے بہت سے افکار کا بڑے سلیقے سے جائزہ پیش کیا، آپ کے انتقال پر ملال سے کئی دھچکے لگے، لیکن خدائے علیم و خبیر سے امید ہے کہ وہ اس علمی خلا کو ضرور پر کرے گا۔

قرآنیات مولانا ضیاء الدین اصلاحی کے مختلف امتیازات کا ایک روشن پہلو یہ تھا کہ آپ نے فراہی نقطۂ نظر کا نہایت گہرائی و گیرائی سے مطالعہ کیا، معارف اور بے شمار مجلّات میں فکر فراہی کی توسیع و تشہیر

میں متعدد مقالات تحریر کئے، قرآنیات اور فراہیات اور متعلقہ مقالات کو ''ایضاح القرآن'' ۶ کے عنوان سے جمع کیا، مولانا فراہی کی معرکہ آراء تصنیف ''اسالیب القرآن'' کے مضامین کو اس انداز سے پیش کیا کہ اس سے فکر فراہی کی سچی نمائندگی ہوئی، اردوداں حلقے کی ایک بڑی ضرورت پوری ہوئی، ''اسالیب القرآن'' سے متعلق دو مضمون مولانا نے تحریر کئے، ایک کا عنوان ''قرآن مجید کے بعض اسالیب'' اور دوسرے کا ''قرآن مجید کا طرزِ تخاطب اور طریقہ خطاب'' ہے، اول الذکر مضمون میں قرآنی اسلوب کے مختلف گوشوں کو موضوع بحث بنایا گیا ہے، مثلاً التفات، تصریف آیات، قصص، حذف، ایجاز، تفصیل، عودعلی البدء، جملہ معترضہ، تمثیلات، تقابل اور اقسام القرآن جیسے مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے، توضیح کے لئے آیات قرآن سے مثالیں پیش کی گئی ہیں، مولانا نے یہ خلاصہ ایسے دلنشیں انداز میں پیش کیا ہے کہ اصل کا احساس ہونے لگتا ہے۔ ۷

دوسرے مضمون میں قرآن کریم کے طرز تخاطب اور طریقہ خطاب سے بحث کی گئی ہے، تخاطب کی متعدد صورتیں قرآن مجید میں ہیں، اگر یہ تمام جہتیں پیش نظر نہ ہوں تو فہم قرآن میں غلطی کا امکان ہوتا ہے، مثلاً نبی علیہ السلام کے حوالہ سے کس طرح امت کو مخاطب کیا جاتا ہے، کبھی براہ راست روئے سخن لوگوں کی جانب ہوتا ہے اور خطاب کرنے والے کی تعیین کس طرح کی جائے ان تمام موضوعات کو اس میں سمیٹا گیا ہے، نیز التفات کے فوائد پر اظہار خیال کیا گیا ہے، یہ دونوں مضمون اسالیب قرآن کے تئیں حددرجہ مفید ہیں۔ ۸

مولانا حمیدالدین فراہی کی کتابوں میں ایک معروف کتاب **التکمیل فی اصول التاویل** ہے، مضمون کی ابتداء میں مولانا اس کتاب کے متعلق رقم طراز ہیں:

> ''یہ ترجمان القرآن مولانا حمیدالدین فراہی کا ایک مفید اور بلند پایہ رسالہ ہے، اس میں علم تاویل کے وہ اصول وضوابط تحریر فرمائے ہیں، جن سے قرآن مجید کے صحیح معنی سے واقفیت حاصل کرنے میں مدد ملی ہے، ان کے نزدیک ان اصولوں سے قرآن مجید کے حقائق ومعانی بھی بےنقاب ہوتے ہیں اور یہ باطل اور گمراہ کن خیالات کا سدباب بھی کرتے ہیں''۔ ۹

مذکورہ بالا کلمات سے مترشح ہے کہ قرآنیات کے موضوع پر یہ ایک گراں قدر کتاب ہے، اس میں تفسیر بالرائے، تدبر قرآن، اصول تاویل کے مقاصد وفوائد، تاویل کی تعریف اور اس کا حکم، تاویل، تحریف اور تفصیل کا فرق، تاویل میں غلطی کا سبب، ایک تاویل اور ایک مفہوم، متشابہات کی تاویل، اصول تاویل کے رہنما اصول، قرآن کی علمی اور ادبی پہلوؤں کے جاننے کا طریقہ جیسے مباحث پر روشنی ڈالی گئی

ہے، یہ کتاب فہم قرآن اور تاویل آیات کے باب میں انفرادیت کی حامل ہے، تاویل آیات سے متعلق تحریروں میں اسے اعلیٰ مقام حاصل ہے، مولانا فراہی کے یہاں اس قدر ایجاز ہے کہ اس کی تہ میں جانا ایک امر دشوار ہے لیکن مولانا نے چونکہ فراہیات کو اپنا نکتۂ ارتکاز قرار دیا تھا اس لئے انہیں مولانا فراہی کے منفرد انداز سے واقفیت تھی۔

مولانا فراہی نے اپنی کتاب **الرأی الصحیح فمن هو الذبیح** میں آیت کریمہ **ان الصفا والمروة** پر نہایت مدلل بحث کرتے ہوئے بتایا کہ یہاں صفا اور مروہ سے بالعموم مفسرین نے وہ مقام مراد لیا ہے کہ جہاں حضرت ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں دوڑ لگائی تھی اور اس کی وجہ سے آب زم زم ابل پڑا تھا، لیکن مولانا نے اس خیال سے اختلاف کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے مراد وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیلؑ کو حکم خداوندی کی اتباع کرتے ہوئے ذبح کرنے کے لئے لٹایا تھا، اسی مناسبت سے اس مقام کو ''شعائر اللہ'' سے منسوب کیا گیا ہے۔ ١٠

مولانا نے مولانا فراہی کے اس خیال پر اپنا تجزیہ ان الفاظ میں پیش کیا:

''اس لئے ہمارے خیال میں یہاں کنعان سے خانۂ خدا کے متعلق یہود کا اخفاء مراد ہے، کیونکہ انہوں نے خانۂ کعبہ کے معبد اور قبلہ ہونے کا اخفاء کیا تھا، واقعۂ قربانی اور موقع ذبح پر پردہ ڈالا تھا، حضرت اسماعیل کے بجائے حضرت اسحاق کو ذبیح قرار دے دیا تھا اور صفا و مروہ کے شعائر الٰہی ہونے کو چھپایا تھا''۔ ١١

قرآنیات پر مولانا کے بیشمار مقالات مختلف قرآنی مباحث سے متعلق ہیں، تاویل آیات، معانی مفردات القرآن، تفاسیر، مفسرین، نظم قرآن اور کلام عرب جیسے گوشوں پر مولانا نے اظہار خیال کیا ہے، ان متنوع مضامین سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مولانا نے عمر کا ایک حصہ اسی دشت کی سیاحی میں گزارا تھا، اپنے ادارہ کے امتیاز کو برقرار رکھنے کے لئے تادم واپسیں قرآنیات پر جواہر و موتی بکھیرتے رہے، اسی تشخص کے ثبات کے لئے تاعمر قلم و قرطاس سے جڑے رہے، ایک بار گفتگو میں فرمایا کہ مولانا فراہی کی گہرائیوں میں اترنے کے بعد اکثر مفسرین قرآن نظروں میں جچتے نہیں، تاویل آیات کے سلسلے میں چند گراں ترین مضامین کے عناوین اس طرح ہیں، آیات صیام کی توجیہ و تاویل ١٢ اصحاب اعراف۔ ١٣ سورہ انعام کی چند آیات میں خطاب اور ضمیروں کی تعیین۔ ١٤ قرآن میں قصۂ ابراہیم اور مستشرقین کے اعتراضات۔ ١٥

فبدل الذین ظلموا ۔ ١٦ وان منکم الاواردھا ۔ ١٧ اور اتبعو اماتتلو الشیاطین۔ ١٨ وغیرہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ نے مولانا کو تفسیر آیات کی غیر معمولی صلاحیت عطا کی تھی، تاویل آیات میں مولانا نے نظم قرآن اور اشعار عرب کو مرکزی حیثیت دی ہے، کلام عرب سے استشہاد اور نظم قرآن سے استدلال فکر فراہی کا خاصہ ہے، اس کے مفردات کی گہرائیوں تک رسائی اور آیات کریمہ کی حکمتوں کی بازیافت ممکن نہیں، تاویل آیات کریمہ ان دونوں چیزوں کو مولانا نے پیش نظر رکھا۔

اسی طرح مولانا کے بہت سے مقالات ایسے ہیں جن سے قرآن کریم کی رفعتوں اور عظمتوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، مثلاً سورہ فاتحہ کے بعض مباحث، ١٩ یہود اور قرآن مجید، ٢٠ صفات الٰہی کا قرآنی تصور اور مولانا آزاد ٢١ اور اصحاب الاعراف ٢٢ وغیرہ دیکھے جا سکتے ہیں۔

یہ وہ تحریریں ہیں جو عمیق تفکر و تدبر کا پتہ دیتی ہیں، یہ ایک یا دو دن کا ثمرہ نہیں ہیں، بلکہ طویل غور وخوض اور تمسک بالکتاب کا ثمرہ ہیں، ایک خاص بات ان مقالات میں یہ جھلکتی ہے کہ مولانا جب کسی موضوع پر قلم اٹھاتے تو اس کے تمام جزئیات کا احاطہ کرتے، یہ چیز انہیں دبستان شبلی اور دبستان فراہی سے وراثت میں ملی تھی۔

مولانا کے قرآنی مقالات سے مترشح ہے کہ انہوں نے قدیم اور جدید تفاسیر کا دقت نظر سے مطالعہ کیا تھا، تفاسیر کے مزاج، رجحانات اور میلانات سے بخوبی واقف تھے، ان کے محاسن اور معائب ان کی نظروں سے اوجھل نہ تھے، اس سلسلے میں آپ کے مضامین تفسیر کبیر اور اس کا تکملہ، ٢٣ تفسیر ابن کثیر، رازی کی تفسیر کبیر میں ربط آیات ٢٤ قابل قدر حیثیت کے مالک ہیں، اگر اس انداز سے تفاسیر کا مطالعہ کیا جائے تو یقیناً دنیائے قرآنیات میں ایک اضافہ ہوگا، ''تفسیر کبیر اور اس کا تکملہ'' مولانا کا ایک غیر معمولی مقالہ ہے، اس تفسیر کی ایک ایک سطر کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کے اسلوب، مضامین اور طرز تفسیر سے بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ کہاں تک اس میں امام رازی کی کاوشیں شامل ہیں اور کہاں تک احمد بن خلیل خولی کی، مولانا نے نتیجۂ تحقیق اس طرح پیش کیا ہے۔

''ہماری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل سے اس کتاب یعنی تفسیر کبیر کا وہ حصہ مراد ہے جو خود امام فخر الدین رازی نے لکھا تھا اور یہ قرآن مجید کے ان حصوں کی تفسیر پر ہے۔

١۔ سورہ فاتحہ سے سورہ قصص تک۔

۲۔ سورہ صافات کے شروع سے سورہ احقاف کی تفسیر کے آخر تک۔

۳۔ سورہ حشر، مجادلہ اور حدید کی تفسیریں۔

۴۔ سورہ ملک کی تفسیر سے لے کر کتاب کے آخر تک کی تفسیریں۔

ان حصوں کے علاوہ جو کچھ تفسیر میں شامل ہیں، وہ احمد بن خلیل خولی کی تصنیف ہیں اور یہ خولی کی طرف منسوب تکملہ کا ایک جزء ہے، کیونکہ اس کا تکملہ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے اصل کی تعلیق پر مشتمل ہے۔ **ھذا ظھر لی و اللہ اعلم۔** ۲۵

قرآنیات سے متعلق مولانا کے بیشمار مقالات ہندو پاک کے مجلات میں شائع ہوئے ہیں، کاش کہ انہیں جمع کر کے شائع کیا جاتا۔

حدیث:

فضلاء مدرسۃ الاصلاح کے تئیں بڑی فراخ دلی سے اعتراف کیا جاتا ہے کہ انہوں نے قرآنیات کے باب میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، لیکن احادیث کے باب میں انہیں کوتاہ قد قرار دیا گیا ہے، جب کہ مولانا امین احسن اصلاحی کے احادیث پر خطبات علمی دنیا میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے گئے ہیں، ان خطبات کو مولانا کے شاگرد خالد مسعود نے بڑی ریاضتوں سے ''تدبر حدیث'' کے عنوان سے ترتیب دیا ہے، ۲٦ اسی طرح مولانا ضیاء الدین اصلاحی کی تذکرۃ المحدثین غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے، دو حصوں پر مشتمل یہ کتاب ۸۷۵ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، حصہ اول میں دوسری صدی ہجری کے آخر سے چوتھی صدی ہجری کے اوائل تک کے مشہور اور صاحب تصنیف محدثین کرام کے حالات و سوانح اور ان کی خدمات حدیث کی تفصیل بیان کی گئی ہے، دوسرے حصہ میں چوتھی صدی ہجری کے نصف آخر سے آٹھویں صدی ہجری کے اکثر مشہور اور صاحب تصنیف محدثین کرام کے حالات، سوانح اور ان کے علم و حدیث سے متعلقہ خدمات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ۲۷

اس کتاب کی روشنی میں یہ بات بغیر کسی تامل کے کہی جاسکتی ہے کہ محدثین کے احوال اور علمی خدمات کی تلاش و تفحص میں نہ جانے کتنی مہمات طے کی ہیں، تمام اہم مراجع و مصادر کو کھنگالا ہے، اس طرح محدثین کے تذکروں میں بڑی قیمتی چیزیں جمع کر دی ہیں، محدثین کے تذکروں میں ان پہلوؤں کو پیش نظر

رکھا گیا ہے مثلاً نام ونسب، ولادت، خاندان، وطن، اساتذہ، تلامذہ، رحلت وسفر، حفظ وثقاہت، حدیث میں درجہ، رجال، فقہ وقضا، مذہب ومسلک، وفات، تصنیفات اور معجم الصحابہ جیسے موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں، یہ کتاب مولانا کے تحقیقی مزاج پر دال ہے، بڑی علمی کوہ کنی کے بعد ان حالات کو ترتیب دیا ہے، یہ مبنی برحقیقت ہے کہ مفسرین اور محدثین دونوں پر مولانا کا مطالعہ وسیع تھا۔

وفیات:

ماہنامہ معارف کے متعدد امتیازات ہیں، اس میں سے ایک امتیاز یہ ہے کہ ارباب علم وفضل، علماء، ادباء، شعراء اور مختلف سماجی مشاہیر کے انتقال پر مدیر معارف نے انہیں خراج عقیدت پیش کیا ہے، علامہ سید سلیمان ندوی، شاہ معین الدین ندوی، صباح الدین عبدالرحمٰن پرواز اور مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے سیکڑوں ارباب ذکر وفکر کے احوال زندگی، معاشرتی خدمات، علمی اور ادبی فتوحات پر اظہار خیال کیا، اگر معارف میں مذکورہ شخصیات کو یکجا شائع کر دیا جائے تو اسے ضرور انسائیکلوپیڈیا کا درجہ حاصل ہوگا، ☆ سید صاحب اور سید صباح الدین عبدالرحمٰن پرواز نے جن شخصیات پر اظہار خیال کیا تھا اسے کتابی شکل میں ''بزم رفتگاں'' کے عنوان سے دو جلدوں میں شائع کر دیا گیا ہے، ۲۸ کاش کہ مولانا ضیاء الدین اصلاحی کی وفیات کو بھی شائع کر دیا جاتا۔ مولانا نے ایک سو سے زیادہ قابل ذکر اشخاص پر اظہار خیال کیا، ان شخصیات کا مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق تھا اور انہیں کسی نہ کسی حیثیت سے باوقار تصور کیا جاتا تھا، اس میں متعدد شخصیات ایسی ہیں جن کا مولانا کی مادر علمی مدرسۃ الاصلاح سے تعلق تھا، مثلاً مولانا بدرالدین اصلاحی، ۲۹ مولانا ابوبکر اصلاحی، ۳۰ مولوی ابوالحسن علی فراہی اصلاحی، ۳۱ مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی، ۳۲ مولانا امین احسن اصلاحی، ۳۳ مولانا صدرالدین اصلاحی، ۳۴ عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی ۳۵ اور مولانا عبدالمجید ندوی ۳۶ وغیرہ۔ ان مضامین سے ایک طرف مذکورہ بالا شخصیات کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے اور دوسری طرف مدرسہ کی عز و وقار کا پتہ چلتا ہے، یہاں بطور نمونہ ایک اقتباس نقل کیا جا رہا ہے جس کا تعلق مولانا بدرالدین اصلاحی سے ہے، ''مولانا اختر احسن اصلاحی مرحوم اپنی وفات کے وقت اپنے استاذ

☆ معارف اعظم گڑھ میں شائع ہونے والے تمام وفیات کو ڈاکٹر سہیل شفیق (اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی) مرتب کر چکے ہیں۔ جن کے تحت ۱۹۱۶ء سے ۲۰۱۱ء تک وفات پانے والی ہزارہا شخصیات کا تذکرہ محفوظ ہو گیا ہے۔ یہ ضخیم کتاب ادارہ قرطاس کے تحت زیر طبع ہے۔ (مدیرہ)

مولانا فراہی کے علمی متروکات اور مسودات مولانا بدرالدین اصلاحی کے سپرد کر گئے تھے، اس بیش بہا متاع کی نہ صرف یہ کہ انہوں نے حفاظت کی بلکہ ہمیشہ اس کی ترتیب و اشاعت کے لیے فکر مند بھی رہے، انہوں نے مولانا کی متعدد کتابوں کو جو دستیاب نہ تھیں دوبارہ طبع کرایا اور کئی غیر مطبوعہ تصنیفات کو اپنے فاضلانہ عربی مقدمے کے ساتھ شائع کیا، ان کے فارسی کلام کو بھی از سر نو شائع کیا اور اس پر فارسی زبان میں بیش قیمت مقدمہ تحریر کیا۔ ان کے محققانہ اردو مضامین اور عربی و فارسی کے عالمانہ مقدمے دیکھ کر کوئی شخص یہ باور نہیں کرے گا کہ وہ ایک گاؤں کے علم و ادب کش ماحول میں جہاں نہ کتابیں میسر تھیں اور نہ کوئی کتب خانہ تھا بیٹھ کر لکھے گئے ہیں''۔

علم و فن سے اشتغال ہی کی بناء پر وہ بعض رسالوں میں کبھی کبھی مضامین بھی لکھتے تھے، ١٩٣٦ء میں ترجمان القرآن، مولانا حمید الدین فراہی کی تصنیفات اور ان کے اردو ترجمے کی اشاعت کے لئے دائرہ حمیدیہ کا قیام عمل میں آیا جس کی طرف سے ''الاصلاح'' کے نام سے ایک ماہوار علمی و تحقیقی رسالہ مولانا امین احسن اصلاحی کی ادارت میں نکلا جو گو شعلۂ مستعجل کی طرح اپنی چمک دمک دکھا کر بہت جلد غائب ہو گیا، تاہم اس نے مختلف موضوعات خصوصاً قرآنیات پر جو بلند پایہ اور فکر انگیز مضامین شائع کئے وہ آج بھی قرآن مجید کے طالب علموں کے مطالعہ میں آنے کے لائق ہیں، الاصلاح کے چند گنے چنے مضمون نگاروں میں ایک اہم نام مولانا بدرالدین صاحب کا بھی ہے۔ [٣٧]

اس کے علاوہ متعدد علماء کرام اور ماہرین اسلامیات کو مولانا نے موضوع بحث بنایا، ان کے اخلاق عالیہ اور علمی امتیازات پر روشنی ڈالی، مدیر معارف کو ہمیشہ احساس رہا کہ علماء کرام کے انتقال سے ملت کو بڑے خسارے کا سامنا ہوتا ہے، اسی لئے معارف کے توسط سے اس خسارے سے ملت کو ہمیشہ باخبر کیا گیا، مولانا نے درج ذیل علماء کرام کے باب میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا، ابوالجلال ندوی، [٣٨] احتشام علی ندوی، [٣٩] اسلام احمد، [٤٠] قاضی اطہر مبارکپوری، [٤١] مولانا افتخار فریدی، [٤٢] مولانا امتیاز علی عرشی، [٤٣] امیر شریعت مولانا عبدالرحمٰن، [٤٤] حبیب الحق ندوی، [٤٥] سید ابوالحسن علی ندوی، [٤٦] زین العابدین سجاد میرٹھی، [٤٧] ظفر احمد عثمانی، [٤٨] مولانا عبدالرؤف رحمانی، [٤٩] عبدالفتاح غدہ، [٥٠] مولانا محب اللہ لاری ندوی، [٥١] مولانا محمد اسحاق سنبھلی، [٥٢] مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی، [٥٣] مولانا محمد تقی امینی، [٥٤] مولانا محمد مفتی شفیع، [٥٥] قاری محمد طیب، [٥٦] مولانا

محمد منظور نعمانی، ۵۷ اور محمد عبدالرشید نعمانی ۵۸ وغیرہ کی شخصیات کے متعلق مولانا نے اپنے تاثرات پیش کئے ہیں، یہ حقیقت ہے کہ تین چار صفحات میں مدیر معارف بہت کچھ پیش کردیا کرتے تھے اور علمی دنیا کے لئے معارف کے یہ صفحات بڑی اہمیت کے حامل ہوتے اور اس کی ترتیب کے لئے کافی تلاش وتفحص سے گزرنا پڑتا تھا، یہاں مولانا امتیاز علی عرشی سے متعلق ایک اقتباس نقل کیا جارہا ہے تا کہ مولانا کے انداز بیان کا ایک عکس سامنے آسکے:

''مخطوطات کی تحقیق ودریافت، ان کی تلاش وجستجو اور ان کو محنت اور دیدہ ریزی کے ساتھ ایڈٹ کرکے شائع کرنا عرشی صاحب کا خاص امتیاز ہے، وہ متن کی تصحیح وتحشیہ کے کام سے اس وقت تک مطمئن نہ ہوتے جب تک کہ ان کے تمام نسخوں کو ملاحظہ نہ کرلیتے، اس کے لئے ان جگہوں کا سفر کرتے تھے، جہاں ان کے نسخے موجود ہوتے یا ان کی نقلیں مہیا کرتے، ان کی تحریر میں عالمانہ وقار وسنجیدگی کے ساتھ ہی سادگی، سلامت روی اور دل آویزی ہوتی تھی''۔ ۵۹

اسی طرح دارالمصنفین کی قدیم روایت کے مطابق اردو کے ادباء، شعراء اور محققین کی وفات پر مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کے کارناموں کے اعتراف کے لئے قلم وقرطاس کا سہارا لیا، اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ مختصراً ان کے احوال زندگی اور ادبی، شعری اور تحقیقی کاوشوں پر اظہار خیال کرتے، مولانا کا یہ سلسلہ علمی اور ادبی دنیا کے لئے حددرجہ مفید تھا، اس طرح مولانا کے ادبی رجحانات دلچسپیوں اور تنقیدی رجحانات کا بھی پتہ چلتا تھا، علامہ شبلی کے قابل قدر دونوں اداروں دارالمصنفین اور مدرسۃ الاصلاح میں یہ ادبی سرگرمیاں جاری وساری ہیں جبکہ بالعموم ہمارے اسلامی ادارے اس طرح کی ادبی سرگرمیوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں، جبکہ ادب کا فہم قرآن اور فہم دین کے باب میں کلیدی کردار رہا ہے، مولانا نے درج ذیل شخصیات پر اپنے تاثرات قلم بند کئے، مثلاً آنند نارائن ملا، ٦٠ پروفیسر خواجہ فاروقی، ٦١ اردو کا سردار چلا گیا (علی سردار جعفری)، ٦٢ امجد علی غزنوی، ٦٣ حیات اللہ انصاری، ٦٤ رام لعل نابھوی، ٦٥ عبدالسلام سندیلوی، ٦٦ محمد مجیب، ٦٧ اور میکش مرادآبادی ٦٨ وغیرہ کی ادبی اور شعری کاوشیں ہر عہد میں قدر ومنزلت کی نظروں سے دیکھی جائیں گی، یہ ارباب ادب جنہوں نے ادبی ولسانی افق کو اعتبار بخشا، ان کی انہی معتبر جہتوں کی مولانا نے بازیافت کی ہے، آیئے دیکھئے کہ انہوں نے کس طرح سردار جعفری کے شعری محاسن کا تذکرہ کیا ہے۔

''ابتداء ہی سے وہ مارکس کے خیالات سے متاثر تھے جو برابر ان کی شاعری پر چھائے رہے، ۱۹۳٦ء میں منشی پریم چند کی سربراہی میں ترقی پسند تحریک کی داغ بیل پڑی، تو وہ اس میں شامل ہوگئے اور اپنی انقلابی شاعری سے مجاہدین آزادی کے دلوں میں فرنگیوں کے خلاف نفرت کا جذبہ بھڑکاتے رہے، وہ ترقی پسند تحریک کو جنگ آزادی کا ایک بازو سمجھتے تھے، اس کے زیر اثر ان کے انقلابی خیالات اور انگریزوں کے خلاف باغیانہ جذبات میں مزید شدت پیدا ہوئی اور وہ عمر بھر اس تحریک کو قوت و توانائی دیتے اور اس کے ادبی سرمایہ کو مالا مال کرتے رہے، ''ترقی پسند ادب'' کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی، اس کی اشاعت اور سجاد ظہیر کے انتقال کے بعد ترقی پسند تحریک کی نظریاتی باگ دوڑ عملاً انہیں کے ہاتھوں میں آگئی تھی، ان کے خیال میں ترقی پسند تحریک میں سوویت یونین کے زوال کے بعد بھی کوئی بکھراؤ نہیں ہوا، البتہ تحریک کے ابتدائی دور میں جس پایہ کے شاعر اور افسانہ نگار پیدا ہوئے بعد کی نسل میں اس پایہ کے لوگ نہیں پیدا ہوسکے، مگر اس کو وہ اس عجیب وغریب تاریخی عمل کا نتیجہ بتاتے ہیں جس میں بہار کے بعد خزاں کے دور سے گزر رہا ہے، جو نئی بہار کی آمد کا اعلان ہے''۔ ٦٩

علماء کرام اور اہل ادب کی خدمات کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ معارف میں مختلف سماجی، سیاسی اور دیگر ملی امور سے عبارت شخصیات کے انتقال پر بھی حزن وغم کا اظہار کیا جاتا تھا، ان شخصیات کے متعلق معلومات اکھٹا کرنا اور اسے مضامین کی شکل دینا ایک دشوار ترین مسئلہ ہوتا لیکن مولانا نے ان تمام مشکلات کو سر کیا اور نہایت کامیابی سے ان کے کوائف اور سماجی خدمات کو پیش کیا، مثلاً اے کے بروہی، ٧٠ بدرالدین طیب جی، ٧١ کرنل بشیر حسین زیدی، ٧٢ جنرل ضیاء الحق، ٧٣ حکیم عبدالحمید، ٧٤ منشی عبدالعزیز انصاری، ٧٥ محب اللہ لاری ندوی، ٧٦ میر واعظ عمر فاروق، ٧٩ محمد فاروق نعمانی، ٨٠ اور نیاز احمد بیگ ٨١ وغیرہ کے شخصی خاکوں سے صفحات معارف کو مزین کیا اور ان شخصیات کے امتیازی پہلوؤں پر اپنے تاثرات پیش کیے، یہاں حکیم محمد سعید سے متعلق تاثرات میں سے ایک اقتباس نقل کیا جارہا ہے، حکیم محمد سعید کے ساتھ دشمنان انسانیت نے جو کچھ کیا اسے تاریخ میں ہمیشہ سیاہ حروف میں رقم کیا جاتا رہے گا، اس بربریت کو سوچ کر ذہن مرتعش ہوجاتا ہے، آپ کی یہ شہادت اور یہ رتبہ بلند ناقابل فراموش ہے، خاکسار کی ملاقاتیں آپ سے رہی ہیں، انہیں سب کچھ کہنے کے بجائے صرف فرشتہ

صفت انسان کہنے پر اکتفا کروں گا، مولانا ضیاء الدین اصلاحی رقم طراز ہیں۔

''حکیم صاحب کی طبیعت میں بڑی بوقلمونی اور عجیب رنگارنگی تھی، ایک طرف تو وہ احیائے طب کا بیڑا اٹھائے ہوئے تھے اور اس کے لئے ملک ملک کی خاک چھانتے رہے، مگر ان کی یہ جہاں گردی اور بادیہ پیمائی اور ہمہ تن مشغولیت قلم و قرطاس اور تصنیف و تالیف میں مانع نہ بنتی، انہوں نے سینکڑوں کتابیں لکھیں جن میں کئی سفرنامے ہیں، ۱۹۳٦ء ہی سے روزنامچہ لکھنے کا معمول تھا، ہمدرد صحت کی ادارت کی ذمہ داری اس پر مستزاد، نونہال کی ادارت ان کے معتمد جناب مسعود احمد برکاتی کے سپرد تھی مگر اس کے صفحات پر بھی وہ موجود ہوتے، ہر شمارے میں پاکستان کے نونہالوں کو جاگنے اور جگانے کی وہی تلقین بھی کرتے تھے، افسوس ہے کہ ایسے جاگنے اور جگانے والے کو بھی بے رحموں نے ہمیشہ کے لئے سلادیا''۔ ۸۲

الاصلاح:

مولانا ضیاء الدین اصلاحی کی شخصیت فضلاء مدرسۃ الاصلاح کے مابین سنگ میل کی حامل ہے، تاریخ مدرسۃ الاصلاح، فکر فراہی، مولانا اختر احسن اصلاحی اور مولانا امین احسن اصلاحی کی قرآنی اور علمی خدمات پر انہیں دسترس حاصل تھی، جس کے ادراک کی جھلک ان کے کاموں میں موجود ہے، اسی سلسلہ کی آپ کی قابل قدر تصنیف ''الاصلاح: ایک تعارف'' ہے ''الاصلاح'' دراصل وہ مجلّہ ہے، جو ۱۹۳٦ء میں مولانا امین اصلاحی کی زیر ادارت منظر عام پر آیا تھا، جس کا اختصاص قرآن کریم تھا، اس کے دو امتیاز تھے، ایک تو مولانا حمید الدین فراہی کی قرآنی تحقیقات شائع کی جاتی تھیں اور دوسرے قرآنیات کے بہت سے توضیح طلب گوشوں پر اظہار خیال کیا جاتا تھا، ہندوستان میں شاید اس معیار کا قرآنی مجلّہ اب تک منظر عام پر نہیں آیا، لیکن افسوس کہ ۱۹۳۹ء کے بعد قرآنی دنیا اس رسالے سے محروم ہوگئی، اس حادثہ کو مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ''شعلۂ مستعجل'' سے یاد کیا ہے، مجلّہ ''الاصلاح'' کی اہمیت کا اعتراف مولانا نے یوں کیا ہے۔

''الاصلاح'' اپنی نوعیت کا ایک منفرد رسالہ تھا ''الندوہ'' (مولانا شبلی) کے علاوہ مدارس کی تاریخ میں اس پایہ و معیار کا کوئی رسالہ نہیں نکلا، بہت قلیل مدت میں بھی وہ اپنے لازوال نقوش چھوڑ گیا، اس نے کتاب الٰہی، دین خداوندی اور علم و دین کی خدمت اور مسلمانوں کی رہنمائی کا بے

نظیر کام انجام دیا مگر حیرت ہوتی ہے کہ معمولی معمولی رسالوں کا جو سال بھر تک شائع نہیں ہوئے، ڈنکا پیٹا جارہا ہے اور اردو کے ادبی رسائل و جرائد میں ان پر طویل مضامین نکل رہے ہیں، مگر بہت سے بیش قیمت رسالوں کو جنھوں نے علم و مذہب اور زبان و ادب کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہیں، بھلا دیا گیا ہے اور اب لوگوں کو ان کے نام بھی نہیں معلوم ہیں، ''الاصلاح'' بھی ان ہی فراموش شدہ رسالوں میں ہے''۔ ۸۳

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ۸۳ صفحات میں اس مجلّہ کا تعارف پیش کیا ہے، بڑی گہرائی سے اس کی مختلف خصوصیات کا جائزہ لیا ہے، اس کتاب کی سب سے اہم چیزیں اس کے حواشی ہیں، جس میں ''رجال الاصلاح'' کا جامع تعارف پیش کیا گیا ہے، یہ معلومات مولانا نے بڑی محنت سے جمع کی ہیں، علمی دنیا خصوصاً متوسلین فکر فراہی کے لئے حد درجہ مفید و معاون ہے، بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن میں مولانا ہی اظہار خیال کر سکتے تھے، ان حواشی کے سلسلے میں راقم الحروف بھی کچھ کہنے کی جسارت کرے گا۔

حاشیہ نمبر ۱: حاجی حافظ ڈاکٹر حفیظ اللہ اور مولوی حفیظ احمد خاں کے متعلق ہے، ڈاکٹر حفیظ اللہ کے متعلق پروفیسر ظفر الاسلام کا مقالہ ''ڈاکٹر حفیظ اللہ اور مولانا امین احسن اصلاحی'' ملاحظہ کیا جاسکتا ہے جو ''علوم القرآن'' میں شائع ہوا ہے (دیکھئے: علوم القرآن، جلد ۱۳ – ۱۵، جنوری ۱۹۹۸ء – دسمبر ۲۰۰۰ء، شعبان ۱۴۱۸ھ – رمضان ۱۴۲۱ھ، ص: ۵۳۰ – ۵۰۵)۔

حاشیہ نمبر ۱۸: میں مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی کا تعارف پیش کیا گیا ہے، مولانا کی خدمات کے لئے ''حیات نو'' کا خاص نمبر دیکھا جاسکتا ہے (دیکھئے: مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی: شخصیت کے چند پہلو، سلطان احمد اصلاحی ادارہ علم و ادب، علی گڑھ مئی و جون ۱۹۹۶ء، صفحات ۶۳، نیز دیکھئے: مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی، سید جلال الدین انصر عمری (زندگی نو، دہلی، جنوری ۱۹۹۱ء، ۱۳/۱، ص: ۲-۸)۔

حاشیہ نمبر ۱۹: میں ڈاکٹر احمد غلوش (متوفی ۱۹۶۸ء کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا تعلق مصر سے تھا، وہ شراب نوشی کے حد درجہ مخالف تھے، آپ سماجی کارکن کی حیثیت سے مشہور تھے، تاحیات مسکرات کے خلاف مستیزہ کار رہے، وہ ایک قلم کار اور خطیب کی حیثیت سے بھی جانے جاتے تھے، انہیں انگریزی پر عبور حاصل تھا، اسی زبان میں دعوت اسلامی کے عنوان

سے ایک کتاب ترتیب دی جس کے چھ اڈیشن منظر عام پر آئے، عربی میں آپ کی کتاب الخمر والحیات کے عنوان سے ہے، ۱۹٦۸ء میں قاہرہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

حاشیہ نمبر ۲۰: میں مولانا اختر احسن اصلاحی کا تعارف شامل ہے، اس کے لئے دیکھئے: شیدائے قرآن، محمد عنایت اللہ اسد سبحانی، ادارہ احیاء دین، بلریا گنج، اعظم گڑھ، پہلی بار جولائی ۱۹۸۱ء، دوسری بار ۲۰۰۰ء، صفحات: ۸٦)۔

حاشیہ نمبر ۲۱: میں مولانا حافظ محمد اسلم جیراجپوری پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس سلسلے میں ''جامعہ'' کا اسلم نمبر (مارچ تا مئی ۱۹۸۲ء) ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جو پندرہ مقالات پر مشتمل ہے، اس کے صفحات ۸۴ ہیں۔ مزید دیکھئے: مولانا محمد اسلم جیراجپوری: حیات و خدمات، ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی، ارور اپرنٹرس، دہلی، مئی ۲۰۰۱ء، صفحات: ۱۴۰)۔

حاشیہ نمبر ۲۲: میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کا تعارف کرایا گیا ہے، اس سلسلے میں دیکھئے: ماہنامہ ''الحسن'' اس کی اشاعت خاص (اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۸۷ء) جو سات سو سے اوپر صفحات پر مشتمل ہے، اسے مدیر مسئول محمد اکرم کاشمیری نے ترتیب دیا ہے۔ مزید دیکھئے: سیرت مولانا اشرف علی تھانوی، منشی عبدالرحمٰن خاں، فرید بک ڈپو، نئی دہلی (بدون تاریخ) ۱/ ۵٦۰، ۲/ ۴۰۔

حاشیہ نمبر ۲۴: میں مولانا اقبال احمد خاں سہیل پر روشنی ڈالی گئی ہے، اقبال سہیل پر رشید احمد صدیقی کے تاثرات نہایت مفید ہیں۔ مزید دیکھئے: اقبال سہیل کا فن، مرتبہ: ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن صدیقی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، سن اشاعت اول ۲۰۰۷ء (صفحات: ۲۰٦)۔

حاشیہ نمبر ۲۵: میں مولانا امین احسن اصلاحی کی شخصیت موضوع بحث ہے، اس سلسلے میں ''تدبر'' اور ''علوم القرآن'' کے اصلاحی نمبر مولانا کی زندگی اور خدمات پر دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں، (دیکھئے: علوم القرآن اصلاحی نمبر، جلد ۱۳ - ۱۵، جنوری ۱۹۹۸ء - دسمبر ۲۰۰۰ء، صفحات: ۵۸۹، نیز دیکھئے: تدبر (لاہور) مولانا امین احسن اصلاحی کی یاد میں (مرتبہ خالد مسعود) شمارہ نمبر ٦۰، اپریل ۱۹۹۸ء، صفحات: ۱۱۲، نیز دیکھئے: شمس الاسلام (بھیرہ سرگودھا، پاکستان) مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ ابرار احمد، ۲/ ۷-۳ فروری، مارچ ۱۹۹۸ء، صفحات: ۸۷)۔

حاشیہ نمبر ۲۷: میں مولانا فراہی پر تحریر کیا گیا ہے، اس سلسلے میں تین مراجع اہمیت کے حامل ہیں۔ دیکھئے:

(۱) حیات حمید، مرتبہ: عبدالرحمٰن ناصر اصلاحی، مطبع معارف اعظم گڑھ، (بدون تاریخ) (صفحات:٦٤)

(۲) ذکر فراہی، ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی، دائرہ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح، اعظم گڑھ، ۲۰۰۱ء، (صفحات:۸۴۰)

(۳) علامہ حمید الدین فراہی: حیات وافکار، دائرہ حمیدیہ، اعظم گڑھ، ۱۹۹۲ء، (صفحات:۵۹۲)

حاشیہ نمبر۳۰: میں مولانا داؤد اکبر اصلاحی کی شخصیت زیر بحث ہے، جس میں مولانا کی اہم تصنیف ''مشکلات القرآن'' کا ذکر نہیں ہے۔

حاشیہ نمبر۳۲: میں سید سلیمان ندوی کا ذکر ہے، اس سلسلے میں تین مراجع اہم ہیں۔ دیکھئے: حیات سلیمان، شاہ معین الدین ندوی، مطبع معارف، اعظم گڑھ، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء، صفحات ۷۲۹، نیز دیکھئے، علامہ سید سلیمان ندوی، ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی، مکتبہ فردوس، مکارم نگر، لکھنؤ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء، باراول، صفحات: ۴۳٦، نیز دیکھئے: سید سلیمان ندوی، مرتبہ: پروفیسر عتیق احمد صدیقی شعبہ اردو، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، طبع اول، ۱۹۸۵ء، صفحات:۱۴۳، نیز دیکھئے سید سلیمان ندوی: حیات اور ادبی کارنامے، ڈاکٹر سید محمد ہاشم، شعبہ اردو، اے ایم یو، علی گڑھ، اشاعت اول ۱۹۹۵ء (صفحات:۴۲۴)۔

حاشیہ نمبر۳۵: میں مسٹر عبدالحکیم کا ذکر ہے، محترم عبدالحکیم صاحب نے مختلف رسالوں مثلاً زندگی، دعوت اور ذکریٰ وغیرہ میں متعدد مقالات تحریر کئے، دوران ملازمت وہ شہر اعظم گڑھ میں درس قرآن دیا کرتے تھے، خاکسار نے آپ کے بیٹے جناب ڈاکٹر جمال احمد (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) سے درخواست کی کہ وہ اپنے والد محترم کے مقالات ترتیب دے کر کتابی صورت میں شائع کر دیں، انہوں نے کافی چیزیں تلاش کر لی ہیں، کاش کہ وہ اس مبارک فریضہ کو انجام دے سکتے۔

حاشیہ نمبر۳٦: میں مولانا عبدالرحمٰن ناصر اصلاحی جامعی کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں اس کی وضاحت نہیں کی گئی کہ مولانا ایک صاحب قلم ہیں، ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی سے آپ کے گہرے مراسم رہے ہیں، آپ نے اپنے نام نامی آئے ہوئے خلیل الرحمٰن اعظمی کے مکاتیب کو ''مکتوبات خلیل'' کے نام سے ترتیب دیا، اس کے علاوہ مولانا اختر احسن اصلاحی کے مقالات کو ''مباحث

القرآن'' کے عنوان سے جمع کیا، مولانا عبدالرحمٰن ناصر اصلاحی جامعی نے مجلّہ ''الاصلاح'' کے علاوہ ہندوپاک کے مختلف مجلّات میں بیشمار مقالات اور تراجم شائع کیے، آپ کا وجود مدرسۃ الاصلاح اور فضلاءِ اصلاح کے لئے باعث سعادت تھا۔

حاشیہ نمبر ۳۷: میں جناب عبداللطیف اعظمی کا ذکر ہے، اس حاشیہ میں جناب اعظمی صاحب کی ایک خاص علامت کا ذکر نہیں کیا گیا کہ آپ کا نہرو خاندان کی خدمات پر گہرا مطالعہ تھا، مولانا آزادؒ کو بھی دقت نظر سے پڑھا تھا، کانگریس کے زبردست مؤید تھے، مولانا امین احسن اصلاحی کے چہیتے شاگردوں میں سے تھے، خاکسار سے کئی بار مولانا اصلاحی نے جناب اعظمی صاحب کی خیریت دریافت کی، ہندوستان میں موجودہ چار شخصیات (جن میں سے تین اللہ کو پیاری ہوگئیں) کے متعلق بڑی تفصیل سے مولانا اصلاحی دریافت کیا کرتے تھے، وہ اس طرح ہیں مولانا نجم الدین اصلاحیؒ، مولانا بدرالدین اصلاحیؒ، عبداللطیف اعظمی اور مولانا ابواللیث اصلاحی کے احوال بڑی بے چینی سے معلوم کیا کرتے تھے، یہ ذکر یہاں مناسب ہوگا کہ ڈاکٹر عرفان احمد نے عبداللطیف اعظمی کے خطوط ترتیب دیے ہیں۔

حاشیہ نمبر ۴۰: میں مولانا عبدالماجد دریابادی کا ذکر ہے، اس سلسلے میں یہ وضاحت مناسب ہوگی کہ آپ کے احوال وکوائف کے لئے آپ کی ''آپ بیتی'' اور علمی خدمات کے لئے مولانا علی میاں ندوی کی ''پرانے چراغ'' کافی اہمیت کی حامل ہیں۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر جناب سعیدالظفر چغتائی اپنے نام آئے ہوئے مولانا کے خطوط ترتیب دے رہے ہیں، اس کے علاوہ مولانا کے خطوط ''مکتوبات ماجدی'' کے عنوان سے محترم ہاشم قدوائی نے پانچ جلدوں میں ترتیب دیے۔

حاشیہ نمبر ۴۶: میں استاد محمد فرید ابوحدید (۱۹۶۸ء-۱۸۹۳ء) کا ذکر ہے، لیکن مولانا نے کوئی معلومات نہیں پیش کی ہے، محمد فرید ابوحدید ایک ادیب اور مصری استاذ ہیں، قاہرہ کی **المجمع اللغوی** کے ممبر تھے، دمنہور اور دسونس میں آپ کی نشوونما ہوئی، **مدرسة المعلمین العلیاء** کے شعبۂ ادب سے ۱۹۱۴ء میں فراغت حاصل کی، اس کے بعد مدرسۃ الحقوق الملکیہ Evening Teaching سے وابستہ ہوئے، مصر، لیبیا اور مغرب میں تعلیمی شعبوں سے وابستہ رہے،

مطبوعات کے انچارج بنائے گئے، اس کے بعد ''دارالکتب'' کے سکریٹری متعین ہوئے اور ''معھدالتربیۃ'' کے پرنسپل منتخب ہوئے وزارت تعلیم میں انہیں ادبی مشیر کا اعزاز عطا کیا گیا، وہ آزاد شاعری کے نقیب تھے، وہ تقریباً تیس کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سے اکثر کا تعلق داستان سے ہے۔آپ کی کچھ تصانیف کے عناوین اس طرح ہیں:

(۱) صحائف من حیا
(۲) مقتل سیدنا عثمان
(۳) سیرۃ عمر مکرم
(۴) الملک الضلیل
(۵) المهلهل
(٦) زنوبیا
(۷) عنترہ
(۸) سهراب ورستم
(۹) أزهار الشوک
(۱۰) ابنة الملوک
(۱۱) دعائم السلام
(۱۲) صلاح الدین الایوبی و عصرہ
(۱۳) فتح العرب لمصر
(۱۴) عیدالشیطان
(۱۵) أمتنا العربیة
(١٦) تاریخ العصور الوسطیٰ۔ وغیرہ

ڈاکٹر منصور ابراہیم الحازمی نے آپ کی حیات و خدمات کا جائزہ لینے کے لئے ایک کتاب محمد فرید ابو حدید کاتب الروایة کے عنوان سے ترتیب دی ہے، محمد فرید کا قاہرہ میں انتقال ہوا، (دیکھئے: الاعلام، خیرالدین الزرکلی، دارالعلم للملایین، بیروت، لبنان، الطبعۃ التاسعۃ، نومبر ۱۹۹۰ء، ٦/۳۲۹)۔

حاشیہ نمبر ۴۷: میں مولوی نیاز احمد صدیقی کا ذکر کیا گیا ہے، شبلی کالج کے ایک قدیم طالب علم جناب شاہ محی الحق فاروقی نے ان کی شخصیت کا ایک حقیقی روپ اس طرح پیش کیا ہے، اپنی کتاب ''بیدار دل لوگ'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

''یہ تھے وہ حالات جن میں شبلی جارج اسکول کو ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت تھی، کچھ دنوں عارضی انتظامات سے کام چلتا رہا، ایک معزز استاذ اور اسکول کے نائب صدر مدرس نیاز احمد صدیقی کو جن کا ذکر اوپر آچکا ہے، ہیڈ ماسٹر بننے کی پیش کش کی گئی، نیاز صاحب اتنے مہذب اور نیک انسان تھے کہ انہیں عارضی ہیڈ ماسٹر بننا بھی گوارہ نہ تھا، غالباً انہیں کی تحریک پر ایک

قریبی شہر فیض آباد کے ایک اسکول کے ایک استاذ بشیر احمد صدیقی صاحب کو دعوت دی گئی اور انہوں نے اس چیلنج کو قبول کرلیا'' (دیکھئے: بیدار دل لوگ، شاہ محی الحق فاروقی، اکاڈمی بازیافت، پہلی اشاعت، مئی ۲۰۰۳ء، ص:۲۹)۔

حاشیہ نمبر ۵۴: میں فراق گورکھپوری کا بڑا جامع تعارف پیش کیا گیا ہے، یہاں یہ ذکر اہل علم وادب کے لئے یقیناً نفع بخش ہوگا کہ فراق گورکھپوری کی تنقیدی بصیرت اور شعری عظمت تک رسائی کے باب میں ''اردو ادب'' کا فراق نمبر اہمیت کا حامل ہے، دیکھئے: اردو ادب (فراق نمبر) ایڈیٹر خلیق انجم، انجمن ترقی اردو، نئی دہلی، ۸۴-۱۹۸۳ء، شمارہ نمبر (۴) شمارہ نمبر (۱) و (۲)، صفحات: ۲۰۸، اس کے علاوہ ''نیا دور'' کا فراق دو جلدوں میں اہمیت کا حامل ہے۔

مولانا کے یہ حواشی رجال الاصلاح کے کوائف زندگی اور علمی خدمات کے باب میں نہایت قیمتی ہیں، لیکن چونکہ علم وتحقیق کا سلسلہ رکتا نہیں بلکہ مستقلاً آگے کی طرف رواں رہتا ہے، اسی کے پیش نظر یہ اضافہ بھی ہوا ہے، اس اضافے سے معلومات اور مصادر ومراجع کا دائرہ مزید وسیع ہوا ہے، مجھے امید ہے کہ قارئین اسے قدر کی نظروں سے دیکھیں گے۔

مولانا ابوالکلام آزاد:

مولانا ابوالکلام آزاد کا علامہ شبلی اور دارالمصنفین نیز ارباب دارالمصنفین سے گہرا ربط رہا ہے، اگر یہ کہا جائے کہ آزاد کے فکر وفلسفہ پر علامہ شبلی کا اثر رہا ہے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا، یہ بھی حقیقت ہے کہ مولانا کی تربیت میں علامہ کا خاصا حصہ رہا ہے، اسی تربیت کا ایک مظہر یوں نمایاں ہوا کہ علامہ نے انتقال سے چار روز قبل مولانا آزاد سے اپنی خواہش کا مندرجہ ذیل کلمات میں اظہار کیا:

''اگر آپ اس اثناء میں مل جاتے تو سیرت نبوی کی اسکیم کا کچھ انتظام ہو جاتا ورنہ سب کارروائی بے کار ہو جائے، سید سلیمان اگر موجود ہوتے تو ان کو پورا پلان سمجھا دیتا''۔ [۸۴]

مذکورہ تحریر سے پوری طرح واضح ہے کہ علامہ کو ان کے فکر وفلسفہ پر کس قدر اعتبار تھا، اسی اعتبار کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے مولانا آزاد کے فکر وفلسفہ کی ترویج وتشہیر کو اپنا فریضۂ اولین تصور کیا، یہ کتاب اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ مولانا اصلاحی نے مولانا کی کثیر الجہات شخصیت کا بڑا

بھرپور مطالعہ کیا تھا، خصوصاً ''ترجمان القرآن'' پر مولانا کی اچھی نظر تھی، مولانا نے مولانا آزاد کی مختلف کاوشوں کو اصلاً دو وجود کی بناء پر موضوع بحث بنایا، ایک تو خود وہ مولانا کے شیدائی تھے اور دوسرے مولانا آزاد دارالمصنّفین کے طرف داروں میں تھے، مولانا نے اپنے مقدمہ میں بجا لکھا ہے:

''دارالمصنّفین، شبلی اکیڈمی سے مولانا آزاد کا تعلق اظہر من الشمس ہے وہ مولانا شبلی کے عزیز دوست اور تربیت یافتہ تھے، مولانا شبلی نے الندوہ کی ادارت میں ان کو اپنا شریک بنایا، سیرت نبوی کی تالیف اور دارالمصنّفین کی تاسیس میں ان سے مشورہ وتبادلہ خیال کیا، سیرت کے بعض حصے پہلی مرتبہ الہلال میں شائع ہوئے اور اسی میں دارالمصنّفین کی اسکیم بھی شائع ہوئی۔

مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا عبدالسلام ندوی سے بھی مولانا آزاد کا خاص تعلق تھا، یہ دونوں حضرات الہلال کی ادارت سے وابستہ رہے، مولانا کی کتاب ''جامع الشواہد'' پہلی دفعہ دارالمصنّفین سے چھپی، ان کو اس ادارہ سے جو غیر معمولی تعلق واخلاص تھا اس کا اندازہ ان کے مکاتیب کے ان اقتباسات سے ہوگا''۔ [85]

مذکورہ سطور کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مولانا ضیاء الدین اصلاحی کی یہ کتاب اسی سلسلۂ زریں کی ایک کڑی ہے، یا یوں کہئے کہ مولانا ابوالکلام آزاد کو اس انداز سے خراج عقیدت پیش کیا گیا کہ ان کی مختلف الجہات شخصیت ابھر کر سامنے آگئی، اس کتاب میں مولانا آزاد کے تین پہلوؤں ترجمان القرآن (سورہ فاتحہ) صحافت اور سیاسی خدمات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے، پہلے حصہ میں مولانا اصلاحی نے سورہ فاتحہ کا خلاصہ پیش کیا ہے، سورہ فاتحہ کی تفسیر ''ترجمان القرآن'' کلیدی حیثیت کی حامل ہے، اس میں بہت سے دیگر علوم کا سورہ فاتحہ کی روشنی میں مولانا آزاد نے جائزہ پیش کیا ہے سورہ فاتحہ کی تفسیر سے مولانا آزاد کے قرآنی اور علمی مقام کا تعین اس کتاب میں کیا گیا ہے، مولانا اصلاحی لکھتے ہیں:

''گویا یہ قرآن مجید کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، اس لئے مصنف نے ضروری اور مناسب خیال کیا کہ قرآن مجید کے مقدمہ ودیباچہ کو اچھی طرح قارئین کے ذہن نشین کرادیں تاکہ اگر وہ پورا قرآن نہ بھی پڑھ سکیں تو اس کے دیباچہ کو پڑھ کر اس کی اصلی روح اور بنیادی تعلیم سے بخوبی واقف ہوجائیں، سورہ فاتحہ کی یہ تفسیر گوناگوں اہم اور مفید مطالب ومعارف پر بھی مشتمل ہے، لیکن یہاں نہ تو ان تمام خصوصیات وخوبیوں کی نشان دہی ممکن ہے اور نہ ان حقائق ودقائق اور اسرار ونکات کا احاطہ ہی کیا

جاسکتا ہے جو مولانا کے گہر بار قلم نے اس سورہ کی تفسیر میں جا بجا قلم بند کئے ہیں"۔ ٨٦ؔ

پروفیسر الطاف احمد اعظمی نے مولانا آزاد کی تفسیر سورہ فاتحہ کا ایک جائزہ پیش کیا ہے، آپ کا نقطۂ نظر مولانا اصلاحی کے نقطۂ نظر سے خاصا مختلف ہے۔ پروفیسر اعظمی رقم طراز ہیں:

"ہندی مفسرین میں مولانا فراہی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے اس سورہ کی شرح وتفسیر بڑی خوبی وباریک بینی کے ساتھ کی ہے، فراہی کی تفسیر کا سب سے اہم حصہ وہ ہے، جس میں انہوں نے سورہ فاتحہ کا انجیل کی دعا سے موازنہ کرکے سورہ فاتحہ کی عظمت وفضیلت کو واضح کیا ہے، مولانا آزاد نے جو تفسیر لکھی ہے، وہ بڑی مفصل اور مدلل ہے لیکن اس میں ایک نقص بھی ہے وہ یہ ہے کہ مباحث کے دائرے کو انہوں نے غیر ضروری حد تک وسیع کردیا ہے اور اس میں بعض ایسے مباحث داخل کردیے ہیں جن کا سورہ فاتحہ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے میری مراد تصور الٰہ کے فلسفیانہ مباحث سے ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ تفسیر اپنی جگہ قابل قدر ہوتے ہوئے بھی عام مسلمانوں کے لئے کچھ زیادہ مفید نہیں ہے"۔ ٨٧ؔ

اس کتاب کا دوسرا بنیادی وصف مولانا آزاد کی صحافت کا تحلیل وتجزیہ ہے، لسان الصدق، الہلال اور البلاغ کے علاوہ مولانا کی صحافت کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، خاکسار کے ناقص علم کے مطابق مولانا کی صحافت پر اتنا وقیع مضمون شاید ہی ملے، اس میں بعض گوشوں کو اٹھایا گیا ہے، جو عموماً نظروں سے مخفی تھے، مثلاً یہ بہت کم لوگوں کو علم ہوگا کہ "الجامعۃ" کے نام سے ایک عربی رسالہ کلکتہ سے جاری کیا تھا، بہرکیف ہندوستان کی اردو صحافت کو ایک معتبر رخ دینے میں مولانا آزاد کا گراں قدر حصہ ہے، جس کا اعتراف مولانا نے اس طرح کیا ہے۔

"صحافت کو مولانا نے بڑی عظمت، عزت اور وقار عطا کیا، ان کے اس فن کی جانب متوجہ ہونے سے اردو صحافت میں چار چاند لگ گئے اور وہ دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں کی صحافت کے ہم پایہ اور علم وادب کی صف میں آ کھڑی ہوئی، مولانا کی صحافتی گھن گھرج سے غیر ملکی جابرانہ ومستبدانہ قوتوں کے ہوش وحواس بجانہ رہے اور ملک کے متعصب اور تنگ نظر، فرقہ پرستوں کے مکرو فریب، شرانگیزی وفتنہ سامانی کی دھجیاں بکھر گئیں، مظلوموں، بے کسوں اور انصاف وحریت کے شیدائیوں کی تمنائیں برآئیں، غرض مولانا نے قومی اور بین الاقوامی سیاسی شعور دے کر

سیاست، معاشرت اور ادب میں ایک انقلاب برپا کردیا''۔ ۸۸

اس کتاب کا تیسرا موضوع یہ ہے کہ مولانا آزاد کی قومی وسیاسی جدوجہد اور اتحاد و یکجہتی کے لئے ان کی مساعی کسی قدر تفصیل سے بیان کی گئی ہے، ان مباحث سے پتہ چلتا ہے کہ آزاد کی تعمیر و تاسیس میں مولانا کا کتنا اہم رول رہا ہے، لیکن آج کی مسموم ذہنیت کو یہ تمام خوبیاں نظر نہیں آتی ہیں اور ان کی مسیحائی پر پردہ ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے، مولانا نے ہندوستان اور امت مسلمہ کے لئے وہ کارنامے انجام دیئے جس کی شہادت تاقیامت تاریخ کے صفحات بیان کرتے رہیں گے، مولانا اصلاحی کے جذبات کی ترجمانی کچھ اس طرح کی جاسکتی ہے کہ:

> الہلال کے ذریعہ مولانا نے انقلاب و آزادی کا جو پرشور نعرہ بلند کیا تھا اس کی گونج ہندوستان کے باہر بھی سنائی دینے لگی، اس کے نتیجے میں پوری اسلامی دنیا کی قیادت سنبھالنے کی انہیں دعوت ملی۔ ۸۹

مولانا ضیاء الدین اصلاحی کی یہ کتاب مولانا آزاد کے علمی کارناموں اور سیاسی و معاشرتی خدمات کی تفہیم و تفسیر میں حددرجہ مدد و معاون ہے، سورہ فاتحہ پر مولانا کی گفتگو نہایت جامع ہے، اسی طرح صحافت کا بڑا تسلی بخش جائزہ پیش کیا گیا ہے، لیکن تیسرا حصہ خاصا کمزور ہے، مولانا نے اس کتاب کی ترتیب میں بعض اہم اردو مراجع سے استفادہ نہیں کیا ہے، اسی طرح مولانا کی شخصیت پر بہت کچھ انگریزی میں تحریر کیا گیا ہے، لیکن اس کتاب میں انگریزی مراجع سے بالکل ہی استفادہ نہیں کیا گیا ہے۔

حواشی:

۱ وضاحت کے لئے دیکھئے: حیات شبلی، مولانا سید سلیمان ندوی، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یوپی، ھند، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ۵۲۳-۵۲٦

۲ مولانا اختر احسن اصلاحی کی حیات و خدمات کے لئے دیکھئے، شیدائے قرآن، محمد عنایت اللہ سبحانی، مکتبہ ذکریٰ، رامپور، یوپی، پہلی بار، جولائی ۱۹۸۱ء (صفحات: ۱۱۲)

۳ مولانا امین احسن اصلاحی کی حیات وخدمات کے لئے دیکھئے: علوم القرآن (مولانا امین احسن اصلاحی نمبر) جنوری ۱۹۹۸ء، دسمبر ۲۰۰۰ء، (شعبان ۱۴۱۸ھ/رمضان ۱۴۲۱ھ) سرسید نگر، علی گڑھ، یوپی (صفحات: ۵۹۸)

۴ مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی کی حیات وخدمات کے لئے دیکھئے: مولانا سلطان احمد اصلاحی، مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی: شخصیت کے چند نمایاں پہلو، ادارہ علم وادب، علی گڑھ، مئی وجون ۱۹۹٦ء (صفحات: ٦۳)

۵ وضاحت کے لئے دیکھئے: مولانا صدرالدین اصلاحی: حیات و خدمات (ناشر، انجمن طلبہ قدیم مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ، یوپی، الھند) مئی ۲۰۰۷ء (صفحات: ۵۰۴)

٦ ایضاح القرآن، چودہ قرآنی مقالات پر مشتمل ہے، یہ کتاب فکر فراہی کی ممثل وترجمان ہے، یہ ۲۸۸ صفحات کا احاطہ کرتی ہے۔

۷ وضاحت کے لئے دیکھئے: قرآن مجید کے بعض اسالیب ایضاح القرآن، ضیاء الدین اصلاحی، یونائیٹڈ بک کارپوریشن، کراچی، پاکستان، باراول، (بدون تاریخ) ص: ۵-۲۸

۸ ایضاً، ص: ۲۹

۹ ایضاح القرآن، ص: ۲۸۹

۱۰ وضاحت کے لئے دیکھئے: ایضاح القرآن، ص: ۱۲۷-۱۳۵

۱۱ ایضاح القرآن، ص: ۱۴۵!

۱۲ وضاحت کے لئے دیکھئے: ایضاح القرآن، ص: ۱۴٦-۱٦٦

۱۳ وضاحت کے لئے دیکھئے: ایضاح القرآن، ص: ۱٦۷-۱۸۴

۱۴ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، مئی ۱۹۸۹ء، ۱۴۳/۵، ص: ۳۷۴-۳۸۹

۱۵ وضاحت کے لئے دیکھئے: ایضاح القرآن، ص: ۵۰-۷۵

۱٦ وضاحت کے لئے دیکھئے: ایضاح القرآن، ص: ۱۰۴-۱۱۳

۱۷ وضاحت کے لئے دیکھئے: ایضاح القرآن، ص: ۱۸۵-۲۰۵

۱۸ وضاحت کے لئے دیکھئے: ایضاح القرآن، ص: ۱۱۴-۱۲۳

۱۹ وضاحت کے لئے دیکھئے: ایضاح القرآن، ص: ٦٧-۱۰۳

۲۰ دیکھئے معارف، اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۷۵ء، نومبر، دسمبر ۱۹۷٦ء، جنوری و فروری ۱۹۷۷ء، جون، جولائی، اگست ۱۹۷۸ء، ۱۱٦/۵، ۲۲۵-۳۴۴، ۱۱۸/۵، ۳۴۸-۳٦۴، ۱۱۸/٦، ۴۲۲-۴۴۴، ۱۱۹/۲، ۱۰۹-۱۲۴، ۱۲۱/٦، ۴۰۵-۴۲۱، ۱۲۲/۱، ۵-۲۲، ۱۲۲/۲، ۸۵-۹۹

۲۱ دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، فروری ۱۹۹۰ء، ۱۴۵/۲، ص: ۸۵-۱۱۴

۲۲ وضاحت کے لئے دیکھئے: ایضاح القرآن، ص: ۱٦۷-۱۸۴

۲۳ وضاحت کے لئے دیکھئے: ایضاح القرآن، ص: ۲۰٦-۲۴۸

۲۴ ماہنامہ معارف، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یوپی، الہند، جنوری، ۱۹۹۵ء، ۱۵۵/۱، ص: ۵-۳۵

۲۵ ایضاح القرآن، ص: ۲۴۸

۲٦ حدیث کے تعلق سے مولانا اصلاحی کی ایک کتاب ''مبادیٔ تدبیر حدیث'' ہے ایک دوسری تصنیف ''تدبیر حدیث'' ہے جو شرح صحیح بخاری پر مشتمل ہے اور اسی عنوان سے دوسری جلد شرح مؤطا امام مالکؒ پر مبنی ہے۔

۲۷ ''تذکرہ المحدثین'' تین جلدوں پر مشتمل، (۱/۴۳۰، ۱۹٦۸ء، ۲/۴۴۵، ۱۹۹۷ء، ۳/۴۱۲، ۱۹۹۰ء، پہلی بار، معارف پریس، اعظم گڑھ

۲۸ وضاحت کے لئے دیکھئے: بزم رفتگان، سید صباح الدین عبدالرحمٰن، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، دہلی، پہلی بار، نومبر ۱۹۸۱ء (۱/۳٦۰)، بزم رفتگان، سید صباح الدین عبدالرحمٰن، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، دہلی، (بدون تاریخ) (۲/۲۹۱)

۲۹ وضاحت کے لئے دیکھئے: آہ بدر کامل غروب ہوگیا: مولانا بدرالدین اصلاحی، معارف، اعظم گڑھ، یوپی، ۱۵۸/۱، جولائی ۱۹۹٦ء، ص: ۷۱-۷۷

۳۰ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، مئی ۱۹۹۸ء، ص: ۳۹۰

۳۱ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، فروری ۱۹۸۷ء، ۱۳۹/۲، ص: ۱۵۴

۳۲ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، دسمبر ۱۹۹۰ء، ۱۴٦/٦، ص: ۴۰۲-۴۰۴

۳۳ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، جنوری ۱۹۹۸ء، ۱٦۱/۱، ص: ۵۵-٦۹

۳۴ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، دسمبر ۱۹۹۸ء ۱٦۲/٦، ص: ۴٦۷-۴٦۹

۳۵ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، دسمبر ۱۹۸۴ء، ۱۳۴/٦، ص: ۴۵۵-۴٦۵

۳٦ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، جون ۱۹۹۱ء، ۱۴۷/٦، ص: ۴۷۰-۴۷۱

۳۷ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، جولائی ۱۹۹۶ء/۷، ص:۷۳-۷۴

۳۸ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، اگست، ۱۹۹۴ء، ۱۵۴/۲، ص:۱۰۹-۱۳۷

۳۹ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، جنوری ۲۰۰۰ء، ۱۶۵/۱، ص:۷۷

۴۰ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، جنوری ۱۹۹۴ء، ۱۵۳/۱، ص:۶۹-۷۰

۴۱ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، اگست ۱۹۹۶ء، ۱۵۸/۲، ص:۱۴۴-۱۵۰

۴۲ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، نومبر ۱۹۹۸ء، ۱۶۲/۵، ص:۳۸۶-۳۸۷

۴۳ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، مارچ ۱۹۸۱ء، ۱۲۷/۳، ص:۲۳۰، ۲۳۵

۴۴ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، نومبر ۱۹۹۴ء، ۱۵۴/۵، ص:۳۲۴

۴۵ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، مارچ ۱۹۹۸ء، ۱۶۱/۳، ص:۱۶۳-۱۶۴

۴۶ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، فروری ۲۰۰۰ء، ۱۶۴/۲، ص:۸۲-۹۴

۴۷ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، مئی ۱۹۹۱ء، ۱۴۷/۵، ص:۳۲۴

۴۸ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، مارچ ۱۹۷۵ء، ۱۱۵/۳، ص:۲۲۰-۲۲۱

۴۹ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، دسمبر ۱۹۹۹ء، ۱۶۴/۶، ص:۴۷۲-۴۷۳

۵۰ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، مارچ ۱۹۹۷ء، ۱۵۹/۳، ص:۱۶۴

۵۱ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، جنوری ۱۹۹۴ء، ۱۵۳/۱، ص:۶۸

۵۲ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، جنوری ۲۰۰۰ء، ۱۶۵/۱، ص:۷۴-۷۶

۵۳ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، نومبر ۱۹۹۱ء، ۱۴۸/۵، ص:۳۹۱-۳۹۳

۵۴ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، مارچ ۱۹۹۱ء، ۱۴۷/۳، ص:۲۲۸-۲۳۸

۵۵ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، نومبر ۱۹۷۶ء، ۱۱۸/۵، ص:۳۷۸-۳۹۲

۵۶ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، اگست ۱۹۸۳ء، ۱۳۲/۲، ص:۲۸۲-۲۸۴

۵۷ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، جون ۱۹۹۷ء، ۱۵۹/۶، ص:۴۷۰-۴۷۸

۵۸ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، ستمبر ۱۹۹۹ء، ۱۶۳/۳، ص:۲۲۸

۵۹ مولانا امتیاز علی خان عرشی، مولانا ضیاء الدین اصلاحی، معارف اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، مارچ ۱۹۸۱ء، ۱۲۷/۳، ص:۲۳۴

۶۰ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، جولائی ۱۹۹۷ء، ۱۶۰/۱، ص:۷۵

۶۱ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا، فروری ۱۹۶۶ء، ص:۱۵۲-۱۵۶

٦٢ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، اگست ۲۰۰۰ء، ۱۶۶/۲، ص: ۱۴۴-۱۴۹
٦٣ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، جنوری ۱۹۹۷ء، ۱۵۹/۱، ص: ۴
٦٤ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، مارچ ۱۹۹۹ء، ۱۶۳/۳، ص: ۲۳۴-۲۳۶
٦٥ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، اپریل ۱۹۹۵ء، ۱۵۵/۴، ص: ۳۱۱
٦٦ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، اکتوبر ۲۰۰۰ء، ۱۶۶/۴، ص: ۲۴۴
٦٧ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، فروری ۱۹۸۵ء، ۱۳۵/۲، ص: ۸۴
٦٨ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، مئی ۱۹۹۱ء، ۱۴۷/۵، ص: ۳۲۴
٦٩ اردو کا سردار چلا گیا (علی سردار جعفری) معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، اگست ۲۰۰۰ء، ۱۶۶/۲، ص: ۱۴۵
٧٠ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، جنوری ۱۹۸۸ء، ۱۴۱/۱، ص: ۴
٧١ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، فروری ۱۹۹۶ء، ۵۷/۲، ص: ۱۴۹-۱۵۲
٧٢ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، اپریل ۱۹۸۸ء، ۱۴۹/۱، ص: ۳۱۳-۳۱۹
٧٣ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، ستمبر ۱۹۸۸ء، ۱۴۲/۳، ص: ۱۶۲-۱۶۴
٧٤ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، اگست ۱۹۹۹ء، ص: ۸۲-۸۴
٧٥ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، دسمبر ۱۹۸۸ء، ۱۴۲/۶، ص: ۴۰۳-۴۰۴
٧٦ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، جنوری ۱۹۹۴ء، ۱۵۳/۱، ص: ۶۸
٧٧ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، اپریل ۱۹۹۴ء، ۱۵۳/۴، ص: ۳۰۹-۳۱۱
٧٨ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، نومبر ۱۹۹۸ء، ۱۶۲/۵، ص: ۳۸۷-۳۹۷
٧٩ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، جولائی ۱۹۹۰ء، ۱۴۶/۱، ص: ۲-۳
٨٠ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، مئی ۱۹۹۷ء، ۱۵۹/۵، ص: ۳۲۳
٨١ وضاحت کے لئے دیکھئے: معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، فروری ۱۹۹۸ء، ۱۴۱/۲، ص: ۸۴
٨٢ حکیم محمد سعید، مولانا ضیاء الدین اصلاحی، معارف، اعظم گڑھ، یو پی، انڈیا، نومبر ۱۹۹۸ء، ۱۶۲/۵، ص: ۳۹۵
٨٣ ''الاصلاح'' ایک تعارف، ضیاء الدین اصلاحی، دائرۃ حمیدیہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، اعظم گڑھ، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۷ء، ص: ۷
٨٤ مکاتیب شبلی (مرتبہ: مولانا سید سلیمان ندویؒ، طبع چہارم، معارف پریس، اعظم گڑھ، ۱۹۶۶ء، ۲۸۹/۱ (اس خط کے متعلق مرتب کا بیان ہے کہ یہ مولانا کا سب سے آخری پیغام ہے جو وفات سے چار روز قبل تحریر کیا گیا)

۸۵۔ مولانا ابوالکلام آزاد: مذہبی افکار، صحافت، قومی جہدوجہد، ضیاء الدین اصلاحی، معارف پریس، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، فروری ۱۹۹۸ء، ص: ۵

۸٦۔ مولانا ابوالکلام آزاد: مذہبی افکار، صحافت قومی جدوجہد، ص: ۳

۸۷۔ سورہ فاتحہ: ایک تحقیقی مطالعہ، الطاف احمد اعظمی (علیگ) ادارہ تحقیقات و اشاعت علوم قرآن، جونپور، بار اول، ۱۹۸۷ء، ص: ۵

۸۸۔ مولانا ابوالکلام آزاد: مذہبی افکار، صحافت، قومی جدوجہد، ص: ۱٦۴

۸۹۔ وضاحت کے لئے دیکھئے: مولانا ابوالکلام آزاد: مذہبی افکار، صحافت قومی جدوجہد، ص: ۲۳۸

شدت پسندی خواہ سیاسی ہو یا فکری، عملی ہو یا عقلی آج کی دنیا کا اہم مسئلہ ہے جو معاشروں پر کئی حوالوں سے اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ آج کی دنیا میں ریاست اور معاشرہ دونوں کے لئے دعوت مقابلہ (Challenge) ہے۔

بد قسمتی سے اس انتہاپسندی کو بلاواسطہ یا بالواسطہ اسلام سے جوڑا جاتا ہے، اس اسلام سے جس کے فلسفۂ عدل، امن اور رواداری کو دوست اور دشمن سب ہی مانتے ہیں۔

دنیا کے تقریباً تمام ہی مذاہب کو اپنے متبعین میں سے شدت پسند گروہوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اسلام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں، تاہم مسلمانوں میں اس شدت پسند گروہ (خوارج) کے ظہور کی تاریخ کا مطالعہ جداگانہ اور فکر انگیز ہے۔ ۳۵ھ/٦٥٦ء سے ۴۱ھ/٦٦۱ء اسلامی تاریخ کا دھندلا اور متنازع زمانہ ہے، اسی دورانیہ میں جنگ صفین کے دوران تحکیم کے نتیجہ میں خوارج کا ظہور ہوا، یہی گروہ آگے چل کر اسلامی ریاست کا سب سے زیادہ انتہاپسند اور متشدد گروہ ثابت ہوا۔ زیر نظر کتاب میں اس گروہ کی سیاسی اور مذہبی تاریخ کا احاطہ پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک، کیا گیا ہے۔

صفحات: ۴۰۸ قیمت: ۴۰۰ (مجلد)

طبع اول: اپریل ۲۰۱۲ء ISBN: 978-969-8448-99-8

قرطاس

پرنٹرز، پبلشرز اینڈ بک سیلرز

فلیٹ نمبر ۲، پہلی منزل، عثمان پلازا، بلاک ۱۳۔بی، گلشن اقبال، کراچی ۔ ۷۵۳۰۰

فون: 34822480 (021) موبائل: 0321-3899909

ای میل: saudzaheer@gmail.com

ویب سائٹ: www.qirtas.co.nr